HABIBIA ISLAMICUS
The International Journal of Arabic & Islamic Research (Bi-Annual)
Trilingual (Arabic, English, Urdu) / ISSN: 2664-4916(P) 2664-4924(E)
Journal Home Page: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj
Approved by HEC in **Y** Category
Indexed in IRI(AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER Habibia Research Academy, Project of Jamia Habibia International, Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
License: Copyright c 2017 NC-SA 4.0

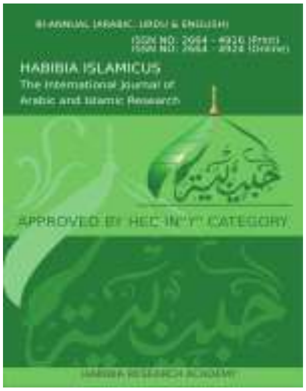

SECTARIANISM: ITS NEGETIVE IMPACTS AND OUTCOMES- AN ANALYSIS

فرقہ پرستی کے نقصانات اور اثرات کا جائزہ

Dr. Hadi Bux Chhijan
Assistant Professor, MUET, SZAB Campus Khairpur Mir's
Email: hadibukhsh@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-3390-0975

Dr. Jabeen Bhutto
Assistant Professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, Sindh University, Jamshoro
Email: drbhuttojabeen@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-8155-482X

Dr. Basheer Ahmed Dars
Faculty Member, MUET, SZAB Campus khairpur Mir's
Email: bashirdars@muetkhp.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-4664-9633

How to Cite:
Dr. Hadi Bux Chhijan, Dr. Jabeen Bhutto, & Dr. Basheer Ahmed Dars. (2020). SECTARIANISM: ITS NEGETIVE IMPACTS AND OUTCOMES- AN ANALYSIS: فرقہ پرستی کے نقصانات اور اثرات کا جائزہ. Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research), 4(1), 63-79. Retrieved from http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/91

Vol. 4, No. 1 || January –June 2020 || P. 71-70
Published online: 2020-06-10

SECTARIANISM: ITS NEGETIVE IMPACTS AND OUTCOMES-AN ANALYSIS

فرقہ پرستی کے نقصانات اور اثرات کا جائزہ

Hadi Bux Chhijan, Jabeen Bhutto, Basheer Ahmed Dars,

ABSTRACT

Allah swt has commanded the Muslims to remain united and has forbidden sectarianism upon them so that the Muslims can live in love and harmony with each other. In the early days of Islam all quarrels ended and Muslims became brothers because of the love and brotherhood that the spirit of Islam infused in them. This love has been mentioned by Allah Almighty as a blessing. But after the martyrdom of Uthman (RA), Muslims became victims of sectarianism. Due to that, their power and might also started to fade away gradually. In order to take out the Ummah from this whirl of sectarianism, the early generations of Muslims as well as those who followed them stood up and played their role through their words and their actions. This article is an attempt to walk in their footsteps and imitate the way of our pious predecessors in this regard. Although having differences of opinion and varied opinions about things is a very trait of human nature; it is also a great test. We should, therefore, keep it balanced and also look for the reasons which lead to it. We should also look at the place and source of disagreement. In fact, we should learn a lesson from the differences of the people of the book as to how they failed due to their disagreement. We should therefore take this matter very critically and should always give preference to the unity and prosperity of our Ummah over our own objectives, egos and material gains. It is also important to delineate the boundaries in which difference of opinion based on legitimate reasons should be accepted. For example, it is not a problem if there is a difference of opinion in terms of minor or finer Fiqhi matters as long as the main aspects and beliefs of the Deen are universally accepted and adhered to. In this perspective, difference of opinion within defined scope is fine. However, we should come out of this philosophy that we are the only ones who have understood the Deen correctly and all others are misguided. There are some serious warnings in the Quran and Sunnah for those who fall into such mentality and create sects. Therefore, Muslims should avoid undue and uncontrolled differences among themselves so that there is no opportunity for the forces of disbelief to infiltrate and weaken the ranks of Muslims. Also, Muslims should form a unified global panel of Fuqaha which should take practical steps towards resolving prevalent differences among the Ummah. If a serious effort is made to eliminate these differences and sectarianism, Muslims can recommence their journey on the path to progress and regain their long-lost glory.

KEYWORDS: *Sectarianism, negative impacts, Disagreement, Ijtihad*

کلیدی الفاظ: فرقہ پرستی، نقاصانات، اختلاف رائے، اجتھاد

تعارف: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آپس میں اتحاد کا حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے پکڑیں اور تفرقہ یعنی گروہوں میں تقسیم نہ ہوں۔ارشاد ربانی ہے:وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا[1] (سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔)مزید اللہ تعالیٰ نے اتحاد و اتفاق کو مسلمانوں کے لیے بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے۔کیونکہ مسلمانوں کی ترقی اور عروج میں اتحاد کا بنیادی کردار ہے۔ جبکہ اسلام سے قبل اهل عرب کا معاشرہ آپس میں خانہ جنگی اور بدامنی کا منظر پیش کرتا ہے۔ پھر اسلام کے بدولت عرب معاشرے میں بھائی چارے کی فضا قائم ہو گئی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا[2]

اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے،اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔) آج ہم سب مسلمان ایک خدا ایک کتاب قرآن پاک اور ایک رسول پر یقین رکھتے ہیں لہٰذا ہم سب کو مل کر ایک قوم (ملت) ہونا چاہیے۔اور اپنی صلاحیت کو گروہی بحثوں کے بجائے اسلام کی ترقی میں استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری نے ایک روز آزردہ خاطر ہو کر فرمایا کہ ہم نے ساری عمر ضائع کر دی۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کی تائید و تصویب کرتے رہے۔اللہ تعالیٰ ائمہ اربعہ کو قیامت میں رسوانہ کریں گے جس نے ان کا اتباع کیا وہ بخشا جائے گا،ان کی صحت وعدم صحت کا فیصلہ نہ دنیا میں نہ قبر نہ حشر میں کسی جگہ بھی نہ ہو گا،ان کی تمام مساعی جمیلہ حق وصواب ہیں ہم اس کے پیچھے پڑ کر عمر ضائع کرتے رہے اور اسلام کی حقیقی دعوت اور متفق علیہ مسائل جن کو عام کرنے کی ضرورت تھی ان سے غافل رہے۔ حالانکہ انبیاء علیہ السلام کا طریقہ کار یہ تھا جس کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ حضرت مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا نے رہائی کے بعد علماء اور فضلاء سے فرمایا: میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا مسلمان دینی اور دنیوی حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہی ہے۔ تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے،ایک ان کا قرآن کو چھوڑنا، دوسرے آپس میں اختلافات اور خانہ جنگی،اس لیے میں وہیں سے عزم لے کر آیا ہوں کہ باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر بستی میں قائم کیے جائیں۔ بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معنی سے روشناس کرایا جائے۔اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔" حضرت نے اس کے بعد خود درس قرآن شروع فرمایا جس میں مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد شفیع،مولانا حسین احمد مدنی وغیرہ شریک ہوتے تھے، لیکن جلد ہی حضرت کا وصال

---

[1] ۔القرآن،3:103۔

[2] ۔القرآن،3:103۔

ہو گیا۔[3] اللہ کی رسی سے مراد اس کا دین ہے، اور اس کو رسی سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہی وہ رشتہ ہے جو ایک طرف اہل ایمان کا تعلق اللہ سے قائم کرتا ہے اور دوسری طرف تمام ایمان لانے والوں کو باہم ملا کر ایک جماعت بناتا ہے۔ اس رسی کو " مضبوط پکڑنے " کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی نگاہ میں اصل اہمیت " دین " کی ہو، اسی سے ان کو دلچسپی ہو، اسی کی اقامت میں وہ کوشاں رہیں اور اسی کی خدمت کے لیے آپس میں تعاون کرتے رہیں۔ جہاں دین کی اساسی تعلیمات اور اس کی اقامت کے نصب العین سے مسلمان ہٹے اور ان کی توجہات اور دلچسپیاں جزئیات و فروع کی طرف منعطف ہوئیں، پھر ان میں لازماً وہی تفرقہ و اختلاف رونما ہو جائے گا جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی امتوں کو ان کے اصل مقصد حیات سے منحرف کر کے دنیا اور آخرت کی رسوائیوں میں مبتلا کر چکا ہے۔[4]

مسجد ضرار کا واقعہ بھی قرآن شریف میں (القرآن، 9:108، 107۔) مذکور ہے۔[5] ایسی مسجد جو مسلمانوں میں نفاق اور اختلاف کے مرکز کے طور پر بنائی گئی اس میں آنحضرت ﷺ کو تشریف لے جانے سے منع فرمایا۔ پھر اس کو منہدم کرایا گیا اور اس کی جگہ غلاظت ڈالی گئی۔ کیا آج ہم مسجد ضرار کا کردار تو ادا نہیں کر رہے۔ ہم کو اپنے افعال اور اعمال کا گہرا جائزہ لینا چاہیے۔[6] آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب مسلمانوں میں اتحاد کی رسی کچھ ڈھیلی ہوئی تو اسلام دشمنوں کے اس کمزوری سے خوب فائدہ اٹھایا۔ اور اسلامی جماعت کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔ ان سازشی افراد میں سے عبد اللہ بن سبا یھودی بھی مشہور ہیں۔ جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں خاندانی امتیاز اور نسلی عصبیت کو ابھارا۔ تاکہ مسلمانوں میں انتشار پھیلا کر خانہ جنگی میں مبتلا کریں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بصرہ اور قاہرہ کے فسادی عناصر نے مل کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور سیدنا حضرت عثمان غنی کی شہادت کا حادثہ ظہور میں آیا۔[7]

چنانچہ تاریخ اسلام میں یہ ایک ایسا بڑا حادثہ تھا جس کے بعد مسلمان تقسیم در تقسیم ہوتے گئے۔ حضرت عثمان کی شہادت در حقیقت تنہا آپ کی شہادت کا واقعہ نہ تھا بلکہ وحدت اسلامی کی شکست اور مسلمانوں کی شیرازہ کی برہمی کا حادثہ تھا۔ اس حادثہ سے مسلمانوں میں جو

---

[3] ۔امت کے اختلاف میں اعتدال وانصاف، انیس احمد صدیقی حنفی، مجددی، ص:6، طابع قاضی محمد اسمٰعیل مطبع کنول آرٹ پریس جان محمد روڈ، لاہور۔

[4] ۔ تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی، 235/1، سن اشاعت: جون ۲۰۰۶ع۔ مطبع: ڈے ٹائم پرنٹنگ پریس۔ لاہور۔ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔

[5] ۔القرآن، 9:107، 108۔

[6] ۔امت کے اختلاف میں اعتدال وانصاف، انیس احمد صدیقی، ص:26۔

[7] ۔امت محمدیہ زوال پذیر کیوں؟، اکبر شاہ خان نجیب آبادی، ص: 33، اشاعت اول: اپریل 2006ء، دار البلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور۔

تفریق پیدا ہوئی وہ تا قیامت نہ مٹے گی اور اس وقت جو بے نیام ہوئی تھی، وہ ہمیشہ بے نیام ہوئی تھی، وہ ہمیشہ بے نیام رہے گی، مسلمان، شیعہ، سنی، خارجی اور عثمانی فرقوں میں بٹ گئے اور جو متحدہ قوت غیر مسلموں اور اسلام کے دشمنوں کے مقابلہ میں صرف ہوتی تھی وہ ایک دوسرے کے خلاف صرف ہونے لگی اور عہد صحابہ سے جس خانہ جنگی کا آغاز ہوا اس کا سلسلہ اب تک قائم ہے۔[8]

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ ابتدائے اسلام سے لے کر آض تک مسلمانوں نے جب جب اتحاد کا مظاہرہ کیا تو وہ دشمنان اسلام پر فوقیت حاصل کرتے گئے۔ لیکن جب بھی اندرونی اختلافات، فرقہ پرستی اور تفریق کا شکار ہوئے تو زبوں حالی اور ناکامی ان کا مقدر بن گئی۔ لہٰذا عہد حاضر میں اتحاد و تفاق کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے خلاف اسلام دشمن قوتیں ایک پلیٹ فارم پر منظم ہو چکی ہیں۔ اور کافی مسلمان ملکوں نے اتحاد کے فقدان کی وجہ سے اپنا ناقابل تلافی نقصان کر چکے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی اتحاد و اتفاق کی طاقت سے منظم ہو جائیں تاکہ ذلت اور پستی سے اٹھ کر دنیا میں اپنا کھویا ہوا بلند مقام حاصل کر سکیں۔

مذکورہ فرقہ پرستی کے تاریخی منظر کے بعد فرقہ پرستی سے متعلق اھم نکات درج ذیل ہیں:

1۔ انسانی فطرت میں اختلاف کا وُجود:

اللہ، رسول اور کتاب ایک ہے پھر اسلام میں فرقے کیوں ہیں؟ بعض لوگ علماء پر یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ اللہ بھی ایک ہے رسول بھی ایک ہے قرآن بھی ایک ہے پھر مسلمانوں میں اتنے فرقے کیوں ہیں، کوئی سنی ہے، کوئی شیعہ ہے، کوئی دیوبندی ہے، کوئی بریلوی ہے، کوئی اہل حدیث ہے؟ اور یہ مسائل فرعیہ کا اختلاف نہیں ہے عقائد کا اختلاف ہے اور یہ سب ایک دوسرے کو کافر یا گمراہ کہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نظریات میں اختلاف انسان کی فطرت کا تقاضا ہے جیسا کہ زبان رسالت کے مطابق یہود اور نصاریٰ کے بہتر فرقے ہوئے اور آپ نے اس امت میں بھی تہتر فرقوں کی پیش گوئی فرمائی، دنیاوی امور میں دیکھ لیں، فلسفیوں اور سائنس دانوں میں اختلاف ہوتا ہے ڈاکٹروں کی تشخیص میں اختلاف ہوتا ہے وکلاء میں اختلاف ہوتا ہے ججوں میں اختلاف ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک جج کسی مجرم کو پھانسی دینے کا فیصلہ کرتا ہے اور دوسرا جج اس کی مخالفت کرتا ہے۔ اور ڈاکٹرز، وکلاء، ججز، فلاسفر اور سیاست دان، یہ سب ایک دوسرے سے اختلاف کریں تو کوئی بری بات نہیں ہے اور علماء کا ایک دوسرے سے اختلاف ہو تو اس کو طعن اور تشنیع کا سبب بنایا جائے یہ کوئی انصاف کی بات تو نہیں ہے۔[9] بعض حضرات کی طرف سے ایک اعتراض بیان کیا جاتا ہے کہ جب اللہ، رسول، اور کتاب ایک ہے تو

---

[8] ۔تاریخ اسلام، شاہ معین الدین احمد ندوی، ج1 ص: 231، اشاعت اول: رجب 1425ھ اگست 2004ء، ادارہ اسلامیات لاہور۔

[9] ۔تبیان القرآن، غلام رسول سعیدی، ج5 ص 653، ناشر: فرید بک سٹال اردو بازار لاہور، 1426ھ۔2005ء۔

مسلمانوں میں اختلاف کیوں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام فنون میں اختلاف پایا جاتا ہے اس لیے اسلام کو سمجھنے اور پھر عمل کرنے کے انداز میں اختلاف کا ہونا بھی فطری عمل ہے۔

2۔اختلاف میں امتحان:

مطلب یہ ہے کہ اللہ میں یہ بھی قدرت ہے کہ سارے جہان کو ایک ہی دین پر رکھتا سب کے سب دیندار رہتے مگر خدا کی مرضی نہ ہوئی کیوں کہ دنیا کو اس نے نیک و بد کے امتحان کے لئے پیدا کیا ہے زبردستی دیندار بنانے کے لئے نہیں پیدا کیا اس لئے لوگ الگ الگ فرقے فرقے ہو گئے پھر فرمایا کہ یہ لوگ ہمیشہ مختلف رہیں گے کوئی نصاریٰ کوئی یہود کوئی مجوس کوئی مشرک اسی طرح اپنی اپنی عقل کے موافق الگ الگ مذہب قائم کریں گے۔[10] اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی قسم کی ساخت پر پیدا کر دیتا مگر اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مختلف قسم کے مزاج سے پیدا کیا ہے اور اختلاف میں بھی امتحان رکھا گیا ہے۔

3۔اختلاف کی جگہ اور مصدر: فتنہ پرور انسان قرآن پاک سے صرف آیات متشابہات[11] کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ کیونکہ آیات متشابہات میں مختلف احتمالات پائے جاتے ہیں۔ تاکہ اپنے باطل نظریات کو استدلال کے ذریعے قوت فراہم کریں۔ حالانکہ اہل علم کا صحیح منہج یہ ہے کہ آیات متشابہات کو محکم[12] آیات کی طرف راجع کیا جائے۔ جبکہ آیات متشابہات پر صرف ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ مگر فتنہ

---

[10] ۔ تفسیر احسن التفاسیر، سید احمد حسن دھلوی، ج 3 ص 136، المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور۔

[11] ۔ متشابہات کی توضیح اجمالاً قرآن پاک میں موجود ہے: (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ)(وہی خدا ہے، جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔ اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں: ایک محکمات، جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں، حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بخلاف اس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں، وہ کہتے ہیں کہ "ہمارا ان پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔" اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانشمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں۔)(القرآن، 3:7-)

[12] ۔ محکم وہ ہے جو اپنے معنی و مفہوم پر دلالت کرنے میں واضح ہو اور اس میں کوئی خفاء واشتباہ نہ ہو۔ نص اور ظاہر بھی اس میں شامل ہیں۔ کیونکہ نص وہ ہے جس کو راجع اور متبادر معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اس لیے نص کا مفہوم بلکل واضح ہوتا ہے۔ دیکھیے: صبحی صالح، مترجم: غلام احمد حریری، علوم القرآن، ص: 401، ناشر: ملک سنز ناشران و تاجران کتب کارخانہ بازار فیصل آباد، اگست 1986ء۔

پسند لوگ آیات محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں۔ اور بعض آیتیں ایسی ہیں جن کا مفہوم واضح نہیں ہوتا اور ان میں مختلف تاویلات کی گنجائش ہوتی ہے۔ جن کے دل حق سے منحرف ہوتے ہیں وہ دوسرے سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے آیات متشابہات کی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو محکم آیات کے منافی ہوتی ہیں۔ اور اس طرح ان کے دلوں میں قرآن واسلام کے متعلق طرح طرح کے شکوک کرتے وقت محکم آیات کی پیروی کی جاتی اور ان کی روشنی میں ان کا مفہوم بتایا جاتا۔ لیکن کیونکہ نیت فاسد ہوتی ہے اس لئے وہ راہ راست کو چھوڑ کر پیچ در پیچ راہ اختیار کرتے ہیں۔[13] جس لفظ کا معنیٰ اس لفظ سے معلوم نہ ہو سکے وہ متشابہ ہے' اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے کہ اس کو محکم کی طرف لوٹانے سے اس کا معنی معلوم ہو جائے دوسری قسم وہ ہے جس کی حقیقت کی معرفت کا کوئی ذریعہ نہ ہو اور جو شخص اس کے معنی کے درپے ہو وہ بدعتی اور فتنہ پرور ہے۔[14] اچھے لوگ آیات محکمات پر عمل کرتے ہیں جبکہ بُرے لوگ آیات محکمات کو چھوڑ کر آیات متشابھات تلاش کرتے ہیں۔ تاکہ اپنے باطل نظریات کو مزید قوت فراہم کر سکیں۔ حالانکہ آیات متشابھات میں ایک سے زیادہ احتمالات پائے جاتے ہیں۔ جبکہ آیات متشابھات میں صحیح موقف یہ ہے کہ ایسی آیات کو محکم آیات کی طرف راجع کیا جائے، پھر صحیح مفہوم واضح ہو سکتا ہے۔

4۔ اختلاف کے اغراض و مقاصد:

تفرقہ بازی کی بنیاد حب جاہ و مال ہوتی ہے:۔ فرقہ بازی ایسی لعنت ہے کہ ملت کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیتی ہے اور ایسی قوم کی ساکھ اور وقار دنیا کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرقہ بندی کو عذاب ہی کی ایک قسم بتایا ہے اور دوسرے مقام پر فرقہ بازوں کو مشرکین کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے وجہ یہ ہے کہ کسی بھی مذہبی فرقہ کا آغاز کسی بدعی عقیدہ سے یا عمل سے ہوتا ہے۔ مثلاً کسی نبی یا رسول یا بزرگ اور ولی کو اس کے اصل مقام سے اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک بنا دینا یا کسی کی شان کو بڑھا کر بیان کرنا یا کسی سے بغض و عناد رکھنا وغیرہ۔ یہی وہ غلو فی الدین ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے شدت سے منع فرمایا اور بدعی اعمال کا زیادہ تر تعلق سنت رسول سے ہوتا ہے۔ کسی سنت رسول کو ترک کر دینا یا کسی نئے کام کا ثواب کی نیت سے دین میں اضافہ کر دینا وغیرہ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دین میں اس کام کی پہلے کمی رہ گئی تھی جو اب پوری کی جا رہی ہے۔ پھر یہ فرقہ بازیاں عموماً دو ہی قسم کی ہوتی ہیں ایک مذہبی جیسے کسی مخصوص امام کی تقلید میں انتہا پسندی۔ یا کسی معمولی قسم کے اختلاف کو اہم اور اہم اختلاف کو معمولی بنا دینا۔ اور دوسرے سیاسی۔ جیسے علاقائی، قومی، لسانی اور لونی بنیادوں پر فرقہ بنانا۔ غرض جتنے بھی فرقے بنائے جاتے ہیں ان کی تہہ میں آپ کو دو ہی باتیں کارفرما نظر آئیں گی ایک حب مال اور دوسرے حب جاہ۔ اسی لیے رسول اللہ نے فرمایا "بھیڑوں کے کسی ریوڑ

[13] ۔ تفسیر معارف القرآن، محمد شفیع، ج2ص17،16، ناشر: ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی، 1410ھ۔1989ء۔

[14] ۔۔ تفسیر تبیان القرآن، غلام رسول سعیدی، ج2ص62۔

میں دو بھوکے بھیڑیئے اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنا حب مال یا حب جاہ کسی کے ایمان کو برباد کرتے ہیں "(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق الفصل الثانی)[15] فرقہ پرستی کے اغراض و مقاصد میں مال کا یا عُہدے کا حُصول بھی پایا جاتا ہے۔ عموماً فرقہ پرستی کے لیے انفرادی مفاد کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جبکہ ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ مفاد عامہ اور ملی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے فرقہ پرستی سے گریز کرے۔ اسکے علاوہ فرقہ پرستی کے اسباب میں غلو فی الدین بھی نمایاں عنصر ہے۔ یعنی بعض چیزوں کو حد سے بڑھا کر یعنی اعتدال سے تجاوز کیا جاتا ہے۔ نظریات میں اعتدال میں فُقدان کی وجہ سے بھی مسائل جنم لیتے ہیں۔

5۔ اھل کتاب کے اختلاف سے عبرت:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہود و نصاری کی طرح مختلف گروہوں میں بٹ جانے سے منع فرمایا ہے، جنہوں نے حق سے رو گردانی کر کے خواہش نفس کی اتباع کی، اور ایک دوسرے سے حسد کیا، یہاں تک کہ انبیاء کرام کو بھی انہوں نے آپس میں بانٹ لیا، دین میں بدعت کو راہ دی، اور اس طرح حق بات کے واضح دلائل آجانے کے باوجود ان کے آپس میں حسد و عداوت اور بغض و عناد پیدا ہو گیا، اور ان کے دل مختلف ہو گئے۔ امام فخر الدین رازی نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک دعوی کرنے لگا کہ وہ حق پر ہے، اور اس کا مخالف باطل پر ہے، اس کے بعد لکھا ہے کہ اگر انصاف کے ساتھ غور کریں گے تو دیکھیں گے کہ اس زمانے کے اکثر علماء میں بھی یہ صفت پیدا ہو گئی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے اور ہمارے حال پر رحم کرے، علمائے سلف میں یہ صفت نہیں پائی جاتی تھی، صحابہ کرام قرآن و سنت کی روشنی میں فتاوے دیتے تھے اور اگر کبھی ان کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تھا تو ان کے دلوں میں فرق نہیں آتا تھا۔ مسلمانوں میں دلوں کا اختلاف تقلید جامد اور فقہی مذاہب کی اندھی عصبیت کے بعد پیدا ہوا۔ قرآن و سنت سے جتنا دور ہوتے گئے، اتنا ہی یہ مرض جڑ پکڑتا گیا، اور نوبت ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل تک پہنچ گئی۔[16] روشن دلیلیں آجانے کے بعد تفرقہ ڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ کے باہم اختلاف و تفرقہ کی وجہ یہ نہ تھی کہ انہیں حق کا پتہ نہ تھا اور وہ اس کے دلائل سے بیخبر تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں سب کچھ جانتے ہوئے محض دنیاوی مفاد اور نفسانی اغراض کے لئے اختلاف و تفرقہ کی راہ پکڑی تھی اور اس پر جمے ہوئے تھے۔ قرآن مجید نے مختلف اسلوب اور پیرائے سے بار بار اس حقیقت کی نشان دہی کی ہے اور اس سے دور رہنے کی تاکید فرمائی۔ مگر افسوس کہ اس امت کے تفرقہ بازوں نے بھی ٹھیک یہی روش اختیار کی کہ حق اور اس کی روشن دلیلیں خوب اچھی طرح معلوم ہیں۔ لیکن وہ اپنی فرقہ بندیوں پر جمے ہوئے ہیں اور اپنی عقل و ذہانت کا سارا جوہر سابقہ امتوں کی طرح

---

[15] ۔تیسیر القرآن عبدالرحمان کیلانی، ج1ص678،677۔

[16] ۔تفسیر تیسیر الرحمان لبیان القرآن، محمد لقمان السلفی، القرآن، 3:105، ج1ص198، ناشر: علامہ ابن باز اسلامک اسٹڈیز سینٹر ہند، سن اشاعت: 1422ھ 2001ء۔

تاویل اور تحریف کے مکروہ شغل میں ضائع کر رہے ہیں۔[17] اللہ تعالیٰ نے اھل کتاب کے اختلاف سے مسلمانوں کو عبرت دلائی ھے کہ وہ آپس کے اختلاف سے بچیں ورنہ اھل کتاب جس طرح ذلت میں چلے گئے۔اس طرح مسلمان بھی فرقہ پرستی کی وجہ سے ناکامی کی طرف جا سکتے ہیں۔حالانکہ مسلمانوں کو چاھیے کہ وہ اھل کتاب کے اختلاف سے عبرت حاصل کریں اور فرقہ پرستی سے کنارہ کشی اختیار کریں۔

6۔فروعات اور اجتہادی مسائل میں اختلاف کی گنجائش:

اجتہادی اختلافات میں کوئی جانب منکر نہیں ہوتی اس پر نکیر جائز نہیں:

یہاں سے ایک بہت اہم اصولی بات واضح ہوگئی کہ جو اجتہادی اختلاف شرعی اجتہاد کی تعریف میں داخل ہے اس میں اپنے اپنے اجتہاد سے جس امام نے جو جانب اختیار کرلی اگرچہ عنداللہ اس میں سے صواب اور صحیح صرف ایک ہے دوسرا خطا ہے، لیکن یہ صواب و خطا کا فیصلہ صرف حق تعالیٰ کے کرنے کا ہے، وہ محشر میں بذریعہ اجتہاد وصواب پر پہنچنے والے عالم کو دوہرا ثواب عطا فرمادیں گے، اور جس کے اجتہاد نے خطا کی ہے اس کو ایک ثواب دیں گے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اجتہادی اختلاف میں یہ کہنے کا حق نہیں کہ یقینی طور پر یہ صحیح ہے دوسرا غلط ہے، ہاں اپنی فہم و بصیرت کی حد تک ان دونوں میں جس کو وہ اقرب الی القرآن والسنۃ سمجھتے اس کے متعلق یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے نزدیک یہ صواب ہے، مگر احتمال خطاء کا بھی ہے، اور دوسری جانب خطا ہے، مگر احتمال صواب کا بھی ہے، اور یہ وہ بات ہے جو تمام ائمہ فقہاء میں مسلم ہے، اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اجتہادی اختلاف میں کوئی جانب منکر نہیں ہوتی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ماتحت اس پر نکیر کیا جائے، اور جب وہ منکر نہیں تو غیر منکر پر نکیر خود امر منکر ہے، اس سے پرہیز لازم ہے یہ وہ بات ہے جس میں آج کل بہت سے اہل علم بھی غفلت میں مبتلا ہیں، اپنے مخالفین نظریہ رکھنے والوں پر تبرا اور سب وشتم سے بھی پرہیز نہیں کرتے، جس کا نتیجہ مسلمانوں میں جنگ وجدل اور انتشار واختلاف کی صورت میں جگہ جگہ مشاہدہ میں آرہا ہے۔اسلاف امت میں کبھی کہیں نہیں سنا گیا کہ اجتہادی اختلاف کی بنا پر اپنے سے مختلف نظریہ رکھنے والوں پر اس طرح نکیر کیا گیا ہو، مثلا امام شافعی اور دوسرے ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ جو نماز جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے پڑھی جائے اس میں بھی مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے، اور ظاہر ہے جو اس فرض کو ادا نہیں کرے گا، اس کی نماز ان کے نزدیک نہیں ہوگی، اس کے بالمقابل امام ابو حنیفہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا جائز نہیں، اسی لئے حنفیہ نہیں پڑھتے، لیکن پوری امت کی تاریخ میں کسی سے نہیں سنا گیا کہ شافعی مذہب والے حنفیوں کو

---

[17] ۔تفسیر مکہ، مفسر صلاح الدین یوسف، القرآن، 3:105، ص165، ناشر: مجمع الملک لطباعۃ المصحف الشریف المدینہ المنورہ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس سعودیہ عربیہ۔

تارک نماز کہتے ہوں، کہ تمہاری نمازیں نہیں ہوئیں، اس لئے تم بے نمازی ہو، یاان پر اس طرح نکیر کرتے ہوں جیسے منکرات شرعیہ پر کی جاتی ہے۔[18]

اہل السنہ والجماعہ کے ائمہ میں دلیل کی وجہ سے جو فروعی اختلاف ہوا ہے، وہ تفرق ہے اور نہ ہی اُس کے اس وعید کے تحت آنے کا کوئی امکان ہے، کیونکہ ان کا اختلاف "بینات" سے روگردانی کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ بینات اور قطعیات پر ان کا ہمیشہ اجماع رہا اختلاف صرف محتمل دلائل کے مقامات پر اخلاص اور اتباع سنت کی بنیاد پر ہوا اسی لیے اس اختلاف کے باوجود وہ متحد رہے ان میں کوئی تفرق نہیں ہوا۔[19] اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف صرف فروعات اور اجتہادی مسائل میں کیا جاسکتا ہے۔ مگر کسی مجتھد کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اپنی رائے کو عین حق قرار دے۔ بلکہ اپنی رائے کو صحیح سمجھتے ہوئے اس میں غلطی کے امکان کو رد نہ کرے۔ بہر حال اجتھادی مسائل میں جھگڑوں کی صورت حال سے اجتناب کیا جائے۔ کیونکہ اجتھادی مسائل میں تمام نکتہ ہائے نظریات کو برابری کی بنیاد پر رکھنا چاہیے۔ مخالف نظریہ پر نکیر اور تنقید کرنا جو کہ اصلاح کی طرف نشاندھی نہ کی جائے تو ایسی تنقید کو اسلاف امت کے خلاف سمجھا جائے گا۔

7۔ عقائد میں اختلاف سے ممانعت:

یعنی سب انبیاء کو دین اور شریعت دے کر یہ تاکید کی گئی تھی کہ اس دین کو قائم رکھو، قائم رکھنے سے مراد ہے کہ پہلے اس کے احکام خود بجا لاؤ۔ پھر ایمان لانے والوں میں ان احکام کو نافذ کرو۔ اور دین کے جو غیر متبدل اصول ہیں۔ یعنی توحید اور معاد وغیرہ جو اوپر مذکور ہوئے ان میں اختلاف نہ ڈالو۔ اس جملہ کے مخاطب اگرچہ بظاہر انبیاء معلوم ہوتے ہیں تاہم اس کے مخاطب ان انبیاء کے متبعین ہیں اور یہ انداز تاکید مزید کے لیے ہے کیونکہ انبیاء کا تو مشن ہی یہ ہوتا ہے کہ سابقہ اختلاف کو ختم کریں چہ جائیکہ نئے اختلافات ڈالیں۔[20] دین میں تفرقہ ڈالنے سے مراد توحید یا دیگر اصول دین میں سے کسی چیز کا انکار یا تاویل کر کے امت توحید سے الگ ملت بنالینا ہے اور یہ تفرقہ حق کا یقینی علم حاصل ہونے کے بعد محض ضد اور عناد کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔[21]

اسلام کی رو سے عقائد میں اختلاف کو منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے اُمت ٹکڑوں میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ اگر عقائد میں اختلاف نہ ہو تو اُمت ایک ہی صف میں جمع ہو سکتی ہے۔

---

[18] ۔ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، ج2ص144،143۔

[19] ۔ امت میں افتراق واختلاف، محمد عبدالمالک، ص23، ناشر: ادارہ اسلامیات کراچی۔

[20] ۔ تیسیر القرآن، عبدالرحمان کیلانی، القرآن، 13:42، ج4ص132۔

[21] ۔ امت میں افتراق واختلاف، محمد عبدالمالک، ص21۔

8۔ اختلاف میں حق کا تعین:

یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ قرآن و سنت اور اجماع امت کے ذریعے حق کا معیار متعین ہے، اسی معیار کے مطابق متعین ہو گا کہ کون بر حق اور کون ناحق ہے، اداء شریعت میں کسی مذہب فرقے، مسلک و مشرب یا مکتبہ فکر کا نام لے کر اس کے لیے حق کو الاٹ نہیں کر دیا گیا، بلکہ صاف الفاظ میں حق کا معیار بتادیا گیا ہے، جو جتنا اس معیار پر اترے گا وہ اتنا ہی حق پر ہے، اور جو جتنا دور ہو گا وہ اتنا ہی حق سے دور ہے۔ مثلاً مختلف ادیان یا دین اور لادینیت کا اختلاف ہو تو قرآن کا دوٹوک فیصلہ ہے: ان الدین عند اللہ الاسلام "بے شک دین اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف اسلام ہی ہے" اور ومن یبتغ غیر الاسلام دینا "اور جو اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کی تلاش کرے گا تو وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا" اور فرقوں کا اختلاف ہو تو حدیث کی واضح ہدایت ہے: کہ اختلاف کے وقت میری اور میرے بعد آنے والے راشد اور مھدی خلفاء کی سنت کو لازم پکڑو، دین کے نام سے نئی ایجادات سے بچو، ایسی نئی ایجاد بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اسی طرح نجات پانے والی جماعت کے بارے میں یہ دوٹوک ارشاد ہے: ھی الجماعہ (وہ جماعت ہے) اور ارشاد ہے ماانا علیہ واصحابی (وہ جماعت جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہو) اور بتایا گیا ہے کہ فرقوں کے اختلاف میں حق متعین کرنے کا مدار: ا۔ سنت رسول اللہ ﷺ 2۔ سنت الخلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم اور 3۔ طریقہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہے۔ اس معیار پر جو اترتے ہیں ان کا شرعی نام اہل السنہ والجماعہ ہے، ان بنیادی اصولوں کی روشنی میں آپ اپنے سوال پر غور کریں تو جواب خود بخود واضح ہو جائے گا کہ محض دعوی حق سے حق پر ہونا لازم نہیں آتا، اسی طرح اختلاف مشروع کے مواقع میں حق کے اپنے اندر منحصر ہونے کا دعوی کرنے سے دوسروں کا ناحق ہونا لازم نہیں آتا، سنت اور جماعت کا معیار ہی اختلاف مشروع کے مقامات میں دونوں کا حق پر ہونا ثابت کر کے باہمی نکیر سے باز رہنے کی ہدایت جاری کرے گا۔[22]

رسول پاک ﷺ کا رشاد ہے کہ میری امت کی اکثریت کبھی گمراہی پر مجتمع نہیں ہو سکتی۔ یہ امت مصطفوی ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اس کے عقائد، اخلاق اور اعمال میں جزوی بگاڑ واقع ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ اس کی اکثریت برائی اور گمراہی پر متفق اور مجتمع ہو جائے۔ وہ بے دینی پر مجتمع ہو ہی نہیں سکتی۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: 1۔ علیکم بالجماعہ "تم جماعت کو لازم پکڑو"۔ 2۔ وید اللہ علی الجماعہ "اور جماعت پر اللہ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے"۔ 3۔ ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالہ "بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا"۔ 4۔ عن انس بن مالکؓ یقول۔۔۔ "حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہیں ہو گی جب تم اختلاف دیکھو تو بڑی جماعت کو لازم پکڑ لو"۔

---

[22] ۔ امت میں افتراق واختلاف، محمد عبد المالک، ص 194، 193۔

حضور اکرم ﷺ کے ان ارشادات کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امت کا اجماع ضلالت و گمراہی پر ہر گز نہیں ہو سکتا۔ اس اجماع کا مطلب پوری امت کا کسی کام پر سو فیصد متفق ہونا نہیں۔ کیونکہ یہ تو قطعی طور پر ویسے بھی ناممکن ہے کہ پوری امت بلا اختلاف کسی غلط بات پر متفق ہو جائے۔ اختلاف رائے کا نام منطقی اور قدرتی عمل ہے۔ متذکرہ بالا احادیث مبارکہ کا مقصد درحقیقت اس تصور کو ذہنوں میں جاگزیں کرنا ہے کہ امت مسلمہ کی بھاری اکثریت شر و فساد اور ضلالت و گمراہی پر کبھی مجتمع نہیں ہو سکتی۔ یہی اس امت کی خصوصیت ہے۔[23] اسلام کی تعلیمات میں اگر اختلاف ہو جائے تو حق کا تعین کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام میں حق کے لیے معیار قرآن، حدیث، اور اجماع امت کو رکھا گیا ہے۔ لہذا جو شخص یا گروہ ان تینوں سے قریب ہو گا وہ گویا کہ حق کے قریب ہے۔ مگر جو شخص یا گروہ قرآن، حدیث، اور اجماع امت سے دور ہو گا وہ اتنا ہی حق سے بھی دور تصور کیا جائے گا۔

9۔ اختلاف اور فرقہ پرستی کا انجام:

غزوہ اُحد میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو اُحد پہاڑ کی ایک گھاٹی پر رہنے کا حکم فرمایا اور تاکید فرمائی کہ لشکر اسلام خواہ غالب ہو یا مغلوب تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ جب لشکر اسلام اور کفار کا مقابلہ ہوا تو اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح عطا کی۔ حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اب ہمارا یہاں ٹھرنا بیکار ہے۔ مناسب ہے کہ مال غنیمت جمع کرنے میں لشکر اسلام کی مدد کریں دوسرے فریق نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ تم اس جگہ کو نہ چھوڑنا۔ چنانچہ اول الذکر اصحاب گھاٹی سے نیچے اُترے اور مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ کفار کا لشکر جو شکست کھا چکا تھا، اس کے سرداروں میں خالد بن ولید بھی تھے، جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ خالد بن ولید نے اس گھاٹی کی طرف سے پلٹ کر حملہ کیا جو چند اصحاب یہاں موجود تھے ان کو شہید کیا اور آگے بڑھے اور بالآخر مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا قرآن شریف میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ[24]

"اور بیشک سچا کیا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ جبکہ تم کاٹ رہے تھے ان کو اسکے حکم سے یہاں تک کہ جب تم نے بدِلی کی اور تم جھگڑنے لگے اس معاملہ میں اور تم نے نافرمانی کی"۔[25] یہ (آیت 3، سورہ آل عمران) اور ان جیسی آیتوں کی تفسیر میں ابن عباس کا قول تو یہ ہے کہ اللہ

---

[23] ۔ فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟ ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص 81،80، سن اشاعت: مارچ 2014ء، منہاج القرآن پبلیکیشنز 365۔ ایم، لاہور۔

[24] ۔ القرآن، 3:152۔

[25] ۔ امت کے اختلاف میں اعتدال و انصاف، انیس احمد صدیقی، ص 25،24۔

تعالیٰ مومنوں کو باہم اعتماد کا حکم دیتا ہے اور اختلاف و فرقہ بندی سے روکتا ہے اس لئے کہ اگلے لوگ اللہ کے دین میں پھوٹ ڈالنے ہی سے تباہ ہوئے تھے مسند میں ہے کہ اللہ کے نبی نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا اللہ کی سیدھی راہ یہی ہے پھر اس کے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچ کر اور فرمایا ان تمام راہوں پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے پھر آپ نے اس آیت کا ابتدائی حصہ تلاوت فرمایا۔[26] اختلاف اور فرقہ پرستی کی وجہ سے ھمیشہ مسلمانوں کو نقصان ہوا ہے۔اور سابقہ اقوام مھلکہ میں بھی اختلاف اور فرقہ پرستی کا بنیادی کردار رہا ہے۔اس لیے ایسے اختلاف سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے جس کی وجہ سے جھگڑے جنم لیں۔

10۔اختلاف اور فرقہ پرستی پر وعید شدید:

اس آیت (القرآن،6:159-) میں غلط راستوں پر پڑنے والوں کے متعلق اول تو یہ بتلا دیا کہ اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے بری ہے، رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ان کا کوئی تعلق نہیں، پھر ان کو یہ وعید شدید سنائی کہ ان کا معاملہ بس خدا تعالیٰ کے حوالے ہے وہی ان کو قیامت کے روز سزا دیں گے۔دین میں تفرق ڈالنا اور فرقے بن جانا جو اس آیت میں مذکور ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اصول دین کے اتباع کو چھوڑ کر اپنے خیالات اور خواہشات کے مطابق یا شیطانی مکر و تلبیس میں مبتلا ہو کر دین میں کچھ نئی چیزیں بڑھادے یا بعض چیزوں کو چھوڑ دے۔[27] اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو اختلاف اور فرقہ پرستی پر شدید وعید پائی جاتی ہے کہ ایسے اختلاف کرنے والے افراد حضرت محمد ﷺ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے گویا کہ ملت اسلامیہ سے ان کا رشتہ کاٹ دیا گیا ہے۔

11۔اختلافات کو حل کرنے کے طریقے:

الف۔یہ آیت (القرآن،6:153۔) دلیل ہے اس بات کی کہ امت اسلامیہ کا اتحاد صرف ایک ہے صورت میں وجود میں آسکتا ہے کہ وہ سارے فرقفں اور مذاہب کو چھوڑ کر صرف صحیح اسلام کی متبع بن جائے، جو صرف قرآن وسنت کا نام ہے، اس کے بغیر مسلمانوں کو متحد ہونا محال ہے جیسا کہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امت کسی بھی زمانے میں اسی راہ پر چل کر اصلاح پذیر ہو سکتی ہے۔جسے اپنا کر صحابہ کرام اصلاح پذیر ہوئے۔[28] ب۔اللہ کی رسی سے مراد قرآن ہے، درحقیقت یہ ایک استعارہ ہے کہ اگر کچھ لوگ پہاڑ کی بلندی سے کسی گہری کھائی میں گر پڑیں تو انھیں نکالنے کے لیے اوپر سے رسی پھینکی جاتی ہے۔اب جو لوگ مل کر اس رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں وہ اس رسی کے ساتھ اوپر نکل آئیں گے اور دوسرے گڑھے ہی میں رہ جائیں گے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے گمراہی کے گڑھے سے نکالنے کے لیے آسمان سے قرآن اتارا ہے، جس کے ساتھ وحی الٰہی، یعنی سنت رسول بھی اتاری ہے۔مسلمان موجودہ فرقہ بندیوں سے

---

[26] ۔تفسیر ابن کثیر، ج2ص132۔

[27] ۔تفسیر معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، ج3ص503۔

[28] ۔تیسیر الرحمان لبیان القرآن، محمد لقمان سلفی، ج2ص463۔

بھی اسی صورت میں نجات پا سکتے ہیں کہ قرآن مجید کو لائحہ عمل قرار دیں اور ذاتی خیالات و آراء کو ترک کر کے سنت کی روشنی میں قرآن کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں اور مشائخ و ائمہ کے اقوال و فتاویٰ کو قرآن و سنت کا درجہ دے کر گروہ بندی اختیار نہ کریں۔[29] ج۔ تفرّقہ سے بچنے کے لیے جو اصول سمجھایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے امیر کا حکم مانو! اگر امیر کے ساتھ کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش کر دو۔ (النساء: ٥٩) اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرمان کے سامنے پیش کرو۔ یہ اس قدر سادہ اور ٹھوس اصول ہے کہ نیت میں اخلاص اور رب کی رضا مطلوب ہو تو آج بھی اس میں ہمارے اختلافات کا حل موجود ہے۔ لہٰذا ہر شخص اور فرقہ اپنے عقیدہ اور عمل کو بالخصوص قرآن مجید اور بخاری و مسلم کے سامنے پیش کرے۔ بالیقین امت میں اٹھانوے فیصد اختلافات دور ہو جائیں گے۔ مگر یہ بات مشرک اور مفاد پرست علماء اور دنیا دار لوگوں کو پسند نہیں کیونکہ یہ لوگ اپنے معاملات کو قرآن و سنت کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، جس وجہ سے امت اختلافات کا شکار ہے۔ اختلافات سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ پورے اخلاص کے ساتھ دین کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کیا جائے۔ حقیقتاً یہی اس کے قیام کا معنٰی ہے جو پورا ہونا چاہیے۔[30] د۔ فرقہ پرستانہ سرگیوں کے خاتمے کے لیے درج ذیل قانونی اقدامات کیے جائیں: 1۔ منافقانہ اور خفیہ فرقہ پرستی کی حوصلہ شکنی 2۔ تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علماء پر مشتمل سپریم کونسل کا قیام 3۔ ہنگامی نزاعات کے حل کے لیے سرکاری سطح پر مستقل مصالحتی کمیشن کا قیام 4۔ مذہبی سطح پر منفی اور تخریبی سرگرمیوں کے خلاف عبرتناک تعزیرات کا نفاذ۔[31]

ہم اس ملک عزیز پاکستان میں فرقہ واریت کا ذمہ داران سیاسی و مذہبی رہنماؤں کو ٹھہراتے ہیں جو نتائج کی پرواکیے بغیر اپنے گھٹیا ذاتی مفادات کے حصول اور بیرونی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے مسلمانوں کی مقدس شخصیات کے ناموں کی آڑ میں لوگوں کے ذہنوں کو منتشر کرتے ہیں۔ وہ علماء جو بیرونی امداد کے ذریعے مسلمانانِ عالم کے اذہان کو فروعی اختلافات میں الجھا کر اپنے ذاتی نام، نمود، نمائش اور سستی شہرت کے خواہش مند ہیں وہ اس پر امن فضا کو خراب کرنے اور فرقہ وارانہ تشدد کی تحریک کو ہوا دینے کے اصل ذمہ دار

---

[29] ۔ تفسیر القرآن الکریم، حافظ عبد السلام بھٹوی، القرآن، 3:103، ج1 ص285، ناشر: دارالاندلس، غزنی مارکیٹ، اردو بازار لاہور۔

[30] ۔ فہم القرآن، میاں محمد جمیل، القرآن، 42:13، ج5 ص604۔

[31] ۔ فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟ ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص75۔

ہیں۔جب تک ان کی اس غلط روش کو کچل نیں دیا جاتا اس وقت تک فرقہ واریت کا خاتمہ ناممکن ہے۔اگر اس عفریت کو ختم کرنے کی فوری اور سنجیدہ کوشش نہ کی گئی تو ملک عزیز پاکستان عنقریب ایک ہولناک فرقہ وارانہ خانہ جنگی کا شکار ہو جائے گا۔[32]

ختلافات کو حل کرنے کے طریقے پر اگر انفرادی اور اجتماعی طور پر عمل کیا جائے تو اسلامی معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے اور یہ دنیا انسانوں کے لیے پر امن اور پر سکون بن سکتی ہے۔گویا کہ اختلافات کو حل کرنے کے بعد ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

نتائج بحث: اس مقالہ سے حسب ذیل نتائج ثابت ہوتے ہیں:

1-انسانی فطرت میں اختلاف کا وُجود پایا جاتا ہے۔لیکن یہ اختلاف اعتدال پر مبنی ہو۔

2۔اختلاف کے ذریعے امتحان مقصود ہوتا ہے۔

3۔آیات متشابھات میں اختلافات کو تلاش کیا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محکم آیات پر عمل کا حکم موجود ہے۔

4اختلافات میں ذاتی اغراض و مقاصد کے بجائے مفاد عامہ کو اھمیت دینی چاھیے۔

5۔اہل کتاب کے اختلاف سے عبرت حاصل کرنی چاھیے۔

6۔عقائد میں اختلاف سے ممانعت ہے جبکہ فروعات میں اختلاف کی اجازت ہے۔

7۔اختلاف میں حق کا معیار قرآن، حدیث، اور اجماع امت ہے۔

8۔اختلاف اور فرقہ پرستی پر وعید شدید سنائی گئی ہے۔

9۔اختلاف کی وجہ سے ملت اسلامیہ کو ہمیشہ بہت سارے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

10۔اہل علم کا ایک فورم یا بورڈ ہونا چاھیے جو کہ اختلافی مسائل پر متفقہ حل پیش کرے اور آپس کے جھگڑوں کو ختم کردے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

[32] ۔تاریخ اسلام 73 فرقے کیسے بنے؟ موسیٰ خان جلالزئی، ص 50،51۔